فصل لربک وانحر
احکام
قربانی وعقیقہ
مرتب
مولانا محمد عبدالقوی
ناشر
ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد

باسمه تعالی

قال تعالیٰ: فصل لربك وانحر

احکام

قربانی وعقیقہ

قربانی سے متعلق آیات واحادیث، تذکرہ حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ، مسائل فقہ اور عقیقہ سے متعلق احکام کا مستند مجموعہ۔

تحریر

مولانا محمد عبدالقوی

ناشر

الجامعۃ الاسلامیہ اشرف العلوم اکبر باغ حیدرآباد

احکام قربانی

تفصیلات طباعت

نام کتاب : احکام قربانی وعقیقہ

تصنیف : مولانا محمد عبدالقوی

صفحات : ۳۲

قیمت :

طباعت :البلاغ گرافکس، حیدرآباد۔ سیل:9441025508

ناشر :جامعہ اسلامیہ اشرف العلوم، متصل مسجد اکبری، اکبرباغ، حیدرآباد

ہماری عید گاہ کو نہ آئے!!

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گنجائش رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے۔

ابن ماجہ : ۲/ ۱۰۴۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

امابعد!

قربانی محض جانور کے قربان کرنے یا گوشت خوری کا نام نہیں بلکہ تقرب خداوندی اور رضائے الٰہی کے حصول کیلئے اپنا سب کچھ قربان کرنے اور بارگاہ احدیت میں فداکارانہ جذبہ قلبی کے ساتھ نذرانہ عبودیت پیش کرنے کا نام ہے۔ مگر افسوس ہیکہ ہم نے قربانی کو آجکل محض ایک رسم اور فیشن بنایا ہوا ہے۔ بہت سے لوگ بغیر کسی خاص قصد و عزم کے بطور عادت قربانی کر گذرتے ہیں، ان کے یہاں عیدالفطر کا شیر خرما اور عیدالاضحی کی قربانی ایک جیسی چیز ہے حالانکہ وہ محض ایک عادت ہے اور یہ خالص عبادت الٰہی اور فریضہ اسلامی ہے۔ بعض لوگ تعداد و تفاخر پر نظر رکھے ہوئے ہیں، بعض لوگوں کو یہ تک نہیں معلوم کہ وہ ایک خاص مقدار نصاب پر واجب ہوتی ہے اسکے بغیر محض فضیلت رہ جاتی ہے۔ بعضے لوگ بیرون ملک مقیم اولاد کی طرف سے بلا انکی ایما اور ارادہ کے خود ہی اپنی طرف سے کر کے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ انکا فرض ادا ہو گیا۔ حالانکہ واجب قربانیوں میں قربانی کروانے والے کی اپنی نیت ضروری ہے۔ پھر گوشت کی تقسیم میں بھی بعض جگہ نام و نمود کی شکلیں اختیار کی جاتی ہیں۔ فقراء اور سائلین سے حقارت آمیز اور تندو تیز سلوک کیا جاتا ہے، بعض لوگ اپنے اوپر واجب ہونے کے باوجود اپنی طرف سے نہیں کرتے بلکہ

حضور صلی اللہ علیہ و سلم یا خاندان کے بڑوں کے نام سے کرتے ہیں۔ اور اسی کو بہتر سمجھتے ہیں بعض لوگ تو ایسی بے قاعدگی میں دیکھے گئے کہ گوشت کی قیمت طے کر کے جانور لیتے ہیں اور بائع کے ذمہ ہوتا ہے کہ وہ گوشت تو لکر اس کے حساب سے پیسہ لے۔ اس صورت میں چرم وہ خود ہی لے جاتا ہے۔ حالانکہ قربانی گوشت کھانے یا تقسیم کرنے کا نام نہیں بلکہ اہراق دم (رضائے الٰہی کیلئے خون بہانے کا) نام ہے۔ ان سب امور کی اصلاح جب ممکن ہے جبکہ قربانی کی روح اور حقیقت کو سمجھیں مندرجہ ذیل آیات و احادیث کو سمجھ کر پڑھنے سے قربانی کا صحیح تصور سامنے آسکتا ہے۔

قربانی کا حکم

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

"پس اے نبی صلی اللہ علیہ و سلم آپ اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔"[1]

★ اسمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کو براہ راست اور ان کے توسط سے پوری امت کو قربانی کا حکم دیا گیا ہے۔

★ یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی محض رب کی خوشنودی کیلئے ہونی چاہئے۔

اصل چیز اخلاص ہے

لَن يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِن يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنكُمْ ○

"اللہ تعالیٰ کے پاس ان قربانیوں کا نہ گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون بلکہ تمہارا تقوی (اور اخلاص) پہونچتا ہے۔"[2]

[1] الکوثر: ۲ [2] الحج: ۳۷

★ اس سے معلوم ہوا کہ ہر عمل بالخصوص قربانی میں اخلاص واجب ہے۔ اخلاص نہیں تو قربانی بھی مقبول نہیں۔

قربانی کا حکم ہر امت کیلئے تھا

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ

"اور ہم نے ہر امت کیلئے قربانی مقرر کی تھی تاکہ وہ ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں یعنی اس کے نام سے قربانی کریں۔"[3]

★ اس سے معلوم ہوا کہ ہر امت کو قربانی کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

★ نیز یہ کہ جانور صرف اللہ کے نام سے ذبح کئے جاسکتے ہیں۔

قربانی کے جانور دین کی یادگار ہیں

والبدن جعلنا ها لکم من شعائر اللہ لکم فیها خیر

"ان قربانی کے جانوروں کو ہم نے اللہ کے دین کی یادگار بنایا ہے۔ اور اسمیں تمہارے لئے بھی فائدہ ہے۔"[4]

★ معلوم ہوا کہ قربانی کے ذریعہ اللہ کے دین کی رفعت اور اسکی ذات کی عظمت مقصود ہے۔

★ یہ بھی معلوم ہوا کہ اسمیں خود بندگان خدا کا بھی نفع ہے کہ وہ خود کھاتے ہیں اور اہل قرابت اور اہل حاجت کو کھلاتے ہیں پھر اسکے چرم کے ذریعہ تو آجکل دین کے ہزاروں کام چل رہے ہیں۔

[3] الحج: ۳۴ [4] الحج: ۳۶

قربانی کے ذریعہ ہدایت کا شکرانہ

كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ۝

"اسی طرح ان جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم اسکی عطا کردہ ہدایت پر اسکی بڑائی و کبریائی کا اعتراف کرو اور اے نبی! نیکو کاروں کو خوشخبری سنا دیجئے"۔[5]

★ معلوم ہوا کہ قربانیوں کا منشا، صرف گوشت خوری نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے احسان ہدایت کی شکر گذاری اور اسکی بڑائی کے ساتھ، اپنی بندگی و عاجزی کا اظہار ہے۔

★ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ جانور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمارے لئے مسخر ہوئے ہیں اور ہمیں ان پر قابو حاصل ہوا ہے۔ ورنہ یہ ہمارے بس کا کام نہ تھا۔

★ نیز یہ کہ قربانی کرنا نیکی کا کام ہے۔ اور نیکی کرنے والوں کیلئے خوشخبری ہے۔

ماھذہ الاضاحی؟

حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہیکہ کہ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ یعنی انکی اصل کیا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا "تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے" صحابہؓ نے پوچھا، اس پر عمل کرنے میں ہمارے لئے کیا ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا" ہر بال کے

بدلہ ایک نیکی" پوچھا گیا اون کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ آپ نے فرمایا "اون کے بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی ہے۔"[6]

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ:۔

★ قربانی سنت ابراہیمی ہے اور حضرت ابراہیمؑ ہم سب مسلمانوں کے روحانی پیشوا اور جد امجد ہیں۔ ★ قربانی کے جانور پر جتنے بال ہوں گے ہر بال کے عوض ایک نیکی ملتی ہے۔ ★ بال کے بجائے اون ہو تو اسکے بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی ملتی ہے۔

محبوب ترین عمل

حضرت عائشہؓ سے مروی ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عمل قربانی کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کو قربانی سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے۔ اور یہ قربانیاں قیامت کے دن اپنے سینگھوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ لائے جائینگے۔ اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے۔ پس دل کی خوشی سے قربانیاں کرو"۔[7]

★ معلوم ہوا کہ ۱۰/ ۱۱/ ۱۲ ذی الحجہ ان تین دنوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک نوافل میں سب سے زیادہ محبوب عمل قربانی ہے اسلئے جن لوگوں کو اللہ پاک نے مالی گنجائش دی ہے انہیں زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرنا چاہئے۔

★ یہ جانور جو اللہ کے نام پر قربان کر کے کھائے کھلائے جاتے ہیں۔ یہ سب قیامت کے دن زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہیکہ پلصراط پر یہ جانور ہماری سواریاں ہوں گے۔

---

[5] الحج: ۳۷ [6] ابن ماجہ: ۲/ ۱۰۴۵ [7] ابن ماجہ ۲/ ۱۰۴۵

★ قربانی اس قدر مقبول عمل ہیکہ اس کا ابھی پہلا خطرہ خون زمین پر گرنے بھی نہیں پاتا کہ عنداللہ شرف قبولیت حاصل کرلیتا ہے۔

★ یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی بادل نخواستہ نہیں کرنی چاہئے بلکہ جی کی خوشی اور رغبت و سرور سے کرنا چاہئے۔ اسکی قیمت اور اسکی مشقت کو خوشی خوشی برداشت چاہئے۔

مرحومین کی طرف سے قربانی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو بکروں کی قربانی کی۔ حضرت حنشؒ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے دو قربانیاں کیوں کیں؟ فرمایا مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ میں انکی طرف سے قربانی کیا کروں اسلئے میں نے ان کی طرف سے بھی کی ہے۔[8]

★ معلوم ہوا کہ اپنے مرحومین کو ایصال ثواب کرنے کے لئے اپنی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے، اس سے ان کو نفع ہوتا ہے۔

★ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی ایصال ثواب کیا جاسکتا ہے۔ گرچہ آپ کو اسکی ضرورت نہیں لیکن اس سے ہمارے تقرب و محبت میں اضافہ ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سال قربانی کی ہے

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا ہمیشہ قربانی کرتے رہے۔[9]

---

[8] ابوداؤد: ۲/۹۳ [9] ترمذی کذافی المشکوٰۃ: ۱/۲۱۸

★ قربانی کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھا۔ اس لئے آپ نے کبھی ناغہ نہیں فرمایا۔

★ جس پر قربانی واجب نہیں اسکو بھی اگر گنجائش ہے تو ضرور قربانی کرنا چاہئے۔

ہماری عیدگاہ کو نہ آئے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گنجائش رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔[10]

★ اس حدیث میں جس قدر سخت وعید ہے تارک قربانی کیلئے وہ کسی عقلمند پر مخفی نہیں ہے۔

بیوی کی طرف سے قربانی

روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقرعید کے دن حضرت عائشہؓ کی طرف سے ایک گائے کی قربانی دی۔[11]

★ دوسروں کی طرف سے بھی قربانی دی جاسکتی ہے۔ جسطرح بیوی کی طرف سے دی جاسکتی ہے۔ اولاد کی طرف سے بھی قربانی دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

★ گائے کی قربانی درست ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

---

[10] ابن ماجہ: ۲/۱۰۴۴ [11] مسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصۂ

ابراھیم و اسماعیل

علیہما الصلوٰۃ والسلام

حضرت ابراھیمؑ آج سے تقریباً چار ہزار سال قبل آزر کے گھر میں پیدا ہوئے ۔ یہ زمانہ نمرود کی جابرانہ حکمرانی کا تھا۔ شرک و کفر عام تھا ۔لوگ نمرود کے دبدبہ سے متاثر ہو کر اسی کو خدا سمجھ بیٹھے تھے ۔ ستاروں کی تاثیر اور اصنام کی پرستش گھر گھر جاری تھی۔ قرآن مجید نے ان کے والد کا نام "آزر" قرار دیا ہے اور آزر کے معنی علماء نے عاشق صنم بتلائے ہیں ۔اسی سے ان کے والدین اور خاندان کا مزاج معلوم ہو جاتا ہے کہ کیسا مشرکانہ رہا ہوگا۔ تاہم حضرت ابراھیم علیہ السلام بچپن ہی سے مُوحّدانہ مزاج کے حامل اور بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ اللہ پاک کو چونکہ ان سے بہت کام لینا تھا اور انہیں "انسانیت کا امام" بنانا تھا اسلئے وہ کڑی آزمائشوں سے گذارے گئے ۔ان کی آزمائشوں اور راہ خدا میں ابتلاآت کی بھی لمبی فہرست ہے ۔یہاں ان کا احاطہ مشکل ہے ۔انہیں آزمائشوں میں سے ایک آزمائش یہ واقعہ ہے جو ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیلؑ سے متعلق ہے۔ عنوان کی مناسبت سے یہاں مختصر درج کیا جارہا ہے۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی بڑی اہلیہ حضرت سارہؑ تھیں ۔ لیکن چھیاسی برس کی عمر تک بھی ان سے اولاد نہیں ہوئی، ادھر حضرت ابراھیمؑ کو اولاد کی چاہت بھی تھی، ضرورت بھی ۔ اسلئے وہ دعا فرمایا کرتے تھے رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ۝ یعنی "اے اللہ مجھے نیک اولاد عطا فرما" ان کی اہلیہ حضرت سارہؓ نے ان کی اس خواہش و تمنا کو دیکھ کر اور اپنے ذریعہ سے اولاد ہونے کی امید سے مایوس ہو کر عرض کیا کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد سے محروم رکھا۔ یہ میری خادمہ ہاجرہؓ ہے یہ میں آپ کو ہبہ کئے دیتی ہوں۔ ممکن ہے اللہ پاک اسکے ذریعہ آپ کو اولاد عطا فرمادیں" ۔ چنانچہ حضرت ابراھیمؑ نے ان سے نکاح فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہؑ کے ذریعہ آپ کو اولاد عطا فرمائی۔ آپ نے اپنے اس بیٹے کا نام "اسماعیل" رکھا۔ ابھی یہ لڑکا شیر خوار ہی تھا کہ اللہ رب العزت نے انہیں مکہ مکرمہ کی بے آب و گیاہ سرزمین پر (جہاں کوئی ایک متنفس بھی نہیں رہتا تھا) اس لڑکے کو اور ان کی والدہ کو چھوڑ آنے کا حکم دیدیا۔ حسب ہدایت آپ انہیں لیکر وہاں پہونچے ۔ ساتھ میں ایک جھولی میں کچھ کھجوریں اور ایک مشکیزہ میں پانی رکھ دیا۔ کیونکہ اس علاقے میں نہ کوئی درخت تھا اور نہ ہی پانی کا دور دور کہیں پتہ۔ جب آپ لوٹنے لگے تو سیدہ ہاجرہؑ نے عرض کیا کہ آپ مجھے اور اس معصوم کو اس بے آب و گیاہ میدان میں جہاں کوئی مونس ہے نہ غمخوار کیسے چھوڑ کے جارہے ہیں۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے...... اس خوف سے کہ کہیں انکی محبت تعمیل حکم میں رکاوٹ نہ بن جائے ..... انکی جانب بالکل التفات نہ

فرمایا۔ یہاں تک کہ حضرت ہاجرہؑ نے خود پوچھا کیا اللہ پاک کا حکم ہے؟ فرمایا ہاں!...... عرض کرنے لگیں تب تو آپ بے فکر رہیں مجھے بھی اطمینان ہوگیا اللہ پاک ہمیں ضائع نہ فرمائے گا۔

اسکے بعد حضرت ابراھیمؑ واپس ہوگئے۔ سیدہ ہاجرہ اپنے معصوم اسماعیل کو دیکھ دیکھ کر زندگی گذارتی اور کھجوروں اور پانی سے بھوک و پیاس مٹاتی رہیں۔ یہ تھوڑے سے کھجور اور مختصر سا پانی کب تک کام دیتے، ایک روز ختم ہوگئے۔ اور آپ بہت پریشان ہو گئیں۔ اپنے سے زیادہ بچے کا اضطراب آپ کو بےچین کئے رہا۔ دور دور تک کہیں پانی کا پتہ نہ تھا۔ آپ سے رہا نہ گیا اور بچے کو ریت پر ڈالکر پانی کی تلاش میں نکل گئیں۔ قریب میں صفا پہاڑی تھی اور اس کے متصل "مروہ" آپ دونوں پر چڑھ جاتیں اور دیکھتیں کہ وادی میں کوئی نظر آجائے مگر کسی کو نہ پاتیں تو اتر آتیں۔ درمیانی نشیبی علاقے سے گذرتیں تو اپنا ایک بازو اٹھا کر تیز گام ہوجاتیں تاکہ جلدی سے بلندی تک پھونچ جاویں، اور دیکھیں کوئی مددگار اور غمگسار نظر آجائے۔ مگر کسی کو نہ پاتیں۔ اسی طرح آپ نے سات چکر لگائے اتنے میں کسی پکارنے والے کی آواز سنی، وہ آپ کو متوجہ کررہا تھا۔ یہ ایک فرشتہ تھا جو اس جگہ کھڑا تھا جہاں اب "بئرزمزم" ہے اسنے اپنے پیر یا پر سے زمین پر ٹھوکر ماری جسکے ساتھ ہی زمین سے پانی ابلنے لگا۔ سیدہ ہاجرہ جلدی جلدی اسکے اطراف ریت کی منڈیر بنانے لگیں اور کہنے لگیں "زم زم" یعنی تھم جا تھم جا۔ چنانچہ وہ پانی رک گیا۔ آپ نے چلو سے خود

پیا اور اپنے بچے کو پلایا۔ اسطرح تکوینی طور پر تسکین کا سامان ہوا، ادھر اس فرشتہ نے یہ طمانیت بھی دی کہ آپ گھبرائیں نہیں، اللہ پاک آپ لوگوں کو ضائع نہیں فرمائے گا۔ یہاں قریب ہی میں "بیت اللہ" ہے۔ جسکی تعمیر جدید آپ کے اس بچے اور اس کے محترم والد ہی کو کرنی ہے۔ اب آپ اطمینان اور سکون کے ساتھ بسر کرتی رہیں۔

جزیرۃ العرب میں خصوصاً اس زمانہ میں پانی نادر الوجود تھا۔ لوگوں کو کسی جگہ پانی کا پتہ چلتا تو اسی جگہ کو اپنی بستی بنالیتے تھے۔ قبیلہ بنوجرہم کا ایک قافلہ وادی مکہ کے قریب سے گذر رہا تھا۔ ان لوگوں نے پرندوں کو پرواز کرتے دیکھا تو کہنے لگے کہ قریب میں کہیں پانی ضرور ہوگا۔ تب ہی تو یہ پرندے اس طرف نظر آرہے ہیں۔ چنانچہ چند آدمیوں کو تحقیق کے لئے بھیجا۔ ان لوگوں نے "زم زم" کو دریافت کرلیا۔ اس قافلہ نے حضرت ہاجرہ سے وہاں قیام کرنے کی اجازت چاہی۔ آپ کو تنہائی سے وحشت ہو ہی رہی تھی۔ آپ نے انہیں بخوشی اجازت دیدی۔ لیکن یہ شرط رکھی کہ اس پانی پر تمہارا حق ملکیت کچھ نہ ہوگا۔ بس استفادہ کرسکتے ہیں۔ وہ لوگ راضی ہوگئے اور اپنے بقیہ خاندان کو بھی لاکر یہیں آباد کرلیا۔ حضرت اسماعیل اسی قبیلہ کے بچوں کے ساتھ کھیلتے اور انہیں سے زبان عرب سیکھا کرتے تھے۔ آگے چل کر اسی خاندان میں حضرت اسماعیلؑ کا نکاح بھی ہوا۔ حضرت ابراھیمؑ جب جب آکر ان لوگوں کی دیکھ بھال فرمالیا کرتے تھے۔

حضرت اسماعیلؑ جب ذرا ہوشیار ہوئے ..... عمر کتنی تھی اسمیں اختلاف ہے..... تو حضرت ابراھیم علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا جس کا حاصل یہ تھا کہ انہیں اپنے بچے کو ذبح کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ خواب انبیاء کا وحی الٰہی کی ایک صورت ہے اور واجب العمل ہے۔ اس لئے حضرت ابراھیمؑ نے تعمیل حکم کا ارادہ فرمالیا اور اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل کو ذہنی طور پر تیار کرنے کے لئے فرمایا بیٹا! میں خواب میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ تم بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے؟ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ۝ صالح بیٹے نے فوراً عرض کیا ابا جان! آپ کو جو حکم ملا ہے اسے کر گذرئے اور جہاں تک میرا معاملہ ہے تو انشاء اللہ مجھے آپ صابرین میں سے پائیں گے۔ قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ سعادت مند بیٹے کی اس سعادت مندانہ اور مطیعانہ جواب کو سنا تو انہیں لیکر منیٰ کی وادی میں تشریف لےگئے اور اس جگہ جسے اب "منحر" کہا جاتا ہے بیٹے کو زمین پر کنپٹی کے بل لٹادیا جیسے جانوروں کو ذبح کے لئے لٹایا دیا جاتا ہے۔ پھر چھری نکالکر ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کو بس آزمائش مقصود تھی اور وہ ہو چکی۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے چھری کو اسماعیلؑ کا گلا کاٹنے سے روکدیا۔ اور ارشاد فرمایا یٰٓاِبْرٰھِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۝ "اے ابراھیم تم نے خواب سچ کر دکھایا" یعنی تعمیل حکم کردی۔ ہمارا مقصد تم سے بیٹے کو ذبح کروانا نہیں تھا بلکہ تمہارے جذبہ ایثار و قربانی کا مشاہدہ کرنا تھا۔ سو وہ ہو چکا۔ اب تمہیں یہ دنبہ دیا جارہا

ہے۔ اسکو اسماعیل کے بدلے میں ذبح کردو۔ حضرت ابراھیمؑ نے پلٹ کر دیکھا تو ایک سفید رنگ کا فربہ خوبصورت بکرا موجود تھا۔ آپ نے اسے ذبح فرمادیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا "اب ہم اس رسم ایثار و قربانی کو قیامت تک کے لئے جاری کئے دیتے ہیں۔ اور تم پر سلامتی اتارتے ہیں"۔ وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ ۝ "نیز ہم ہر مطیع و فرمانبردار اور نیکوکار بندے کو اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں۔" کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝[۱۴] چنانچہ اس زمانہ سے آج تک ان کی ملت ایام تشریق میں خوب ذوق و شوق کے ساتھ اس رسم قربانی کو انجام دیتی چلی آرہی ہے۔

دعوت فکر و عمل

قربانی کی حقیقت و روح، یار کی خاطر اغیار سے قلب کو پاک کرلینا اور اپنی جان و مال، اولاد، خواہشات، تمام چیزوں کو آقا و مالک کی مرضیات کے تابع بنالینا ہے اس لئے حضرت ابراھیمؑ کی اس عظیم قربانی کے تاریخی پس منظر کے موقع پر جہاں ہم جانوروں کا خون بہاکر بارگاہ رب العزت میں اپنی وفاداری و جاں نثاری کا نمونہ پیش کرتے ہیں، آئیے ہم اسی موقع پر حق تعالیٰ سے تمام بدعات و خرافات اور ایسے رسم و رواج (جو غیر شرعی ہونے کے علاوہ سماج کے لئے وبال بھی ثابت ہو چکے ہیں) کی قربانی کا وعدہ کریں اور یہ کہ پوری زندگی قرآن و سنت کے موافق گزارنے کے لئے کسی بھی طرح کی قربانی پیش کرنے سے دریغ نہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

[۱۴] البدایہ والنہایہ: ۱/۴۵۔۱۴۴ مختصراً (پورا واقعہ وہی کتاب سے ماخوذ ہے)

قربانی کے مسائل

مسئلہ (۱) ہر ایسے عاقل بالغ مقیم آزاد پر جو کہ نصاب کا مالک ہو، قربانی کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۲) ۵۲½ تولہ چاندی یا ۷½ تولہ سونا یا اس کی قیمت یا اس قیمت کی مالیت کا ایسا سامان جو روز مرہ کی ضروریات اور قرض سے زائد ہو قربانی کا نصاب ہے، خواہ سال گزرے یا نہ گذرے۔

مسئلہ (۳) قربانی صرف اپنی طرف سے واجب ہے، نا بالغ اولاد کی طرف سے صحیح یہی ہیکہ واجب نہیں۔ لیکن اگر کوئی کرے تو ادا ہو جاتی ہے۔

مسئلہ (۴) اونٹ، بیل، بکرا، دنبہ اور ان کے مادے، ان جانوروں کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ (۵) اونٹ پانچ سال گائے دو سال، بکری ایک سال سے کم کی درست نہیں، البتہ بھیڑ، دنبہ اگر اس قدر فربہ ہوں کہ سال بھر کے دنبوں میں چھوڑ دئے جائیں تو برابر معلوم ہوں، اس صورت میں چھ مہینے کے بھیڑ اور دنبہ کی قربانی بھی درست ہے۔

مسئلہ (۶) اونٹ گائے وغیرہ میں سات آدمیوں کی شرکت بھی جائز ہے۔ اگر کئی آدمی شریک ہوں تو ہر شریک کو ساتواں حصہ پہنچنا ضروری ہے۔ اگر ایک آدمی کو بھی ساتویں حصے سے کم پہنچا ہو تو کسی کی قربانی درست نہ ہوگی۔ بکری، دنبہ وغیرہ کی قربانی صرف ایک آدمی کی طرف سے درست ہے۔

مسئلہ (۷) مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

مسئلہ (۸) تمام شرکاء اگر، باتفاق رائے، گوشت کو اکھٹا تقسیم کر دینا چاہیں یا اکھٹا پکوا دینا چاہیں تو یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ (۹) جس جانور کا عضو، تہائی یا تہائی سے زیادہ ضائع ہو گیا ہو اس کی قربانی درست نہیں، البتہ اگر ایک پیر زخمی ہے مگر چلنے میں اس سے مدد لے سکتا ہے تو اس کی قربانی صحیح ہے۔ مریل یا کمزور جانور اور جس جانور کے پورے یا آدھے دانت گر گئے ہوں، اس کی قربانی بھی درست نہیں۔

مسئلہ (۱۰) خصی بکرے یا مینڈھے کی قربانی بھی درست بلکہ افضل ہے۔

مسئلہ (۱۱) قربانی کا وقت عید کے دن عید کی نماز کے بعد سے ۱۲ / ذوالحجہ کے غروب تک ہے۔

مسئلہ (۱۲) اگر ان دنوں میں کوئی اپنی قربانی نہ کر سکا مگر جانور خریدا ہے تو بعینہٖ، ورنہ جانور کی قیمت صدقہ کرے۔

مسئلہ (۱۳) قربانی کا جانور خریدا پھر گم ہو گیا تو دوسرا جانور خرید لیا، پھر اس کے بعد پہلا جانور مل گیا تو اس کا حکم یہ ہیکہ وہ شخص اگر غریب ہے تو دونوں جانور قربانی کرے اور اگر امیر ہے تو صرف ایک کی قربانی واجب ہے (یہ مسئلہ ایسا ہی ہے بعض لوگوں کو بادی النظر میں اعتراض ہوتا ہے، اس کی علت اہل علم سے سمجھ لیں)۔

مسئلہ (۱۴) جانور خریدنے کے بعد کوئی عیب نکلا یا عیب دار ہو گیا تو اس کے بدلے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے اور اگر ایسا غریب ہے کہ اس کی سکت نہیں تو اسی کی قربانی کر دے۔

مسئلہ (۱۵) قربانی کا گوشت مستحب یہ ہے کہ تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ خود کھائے، ایک حصہ فقراء و غرباء میں بانٹ دے، اور ایک حصہ خویش و اقارب کو دے دے، اگر کوئی ایسا نہ کرے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ (۱۶) قربانی کا گوشت غیر مسلموں کو بھی دینا جائز ہے۔

مسئلہ (۱۷) قربانی کا جانور افضل یہ ہے کہ خود ذبح کرے بشرطیکہ طریقۂ ذبح سے واقف ہو۔ ورنہ کم از کم وہاں موجود تو رہے۔

مسئلہ (۱۸) جو قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اس کے لئے مستحب ہے کہ پہلی ذی الحجہ سے قربانی کے دن تک اپنے بال اور ناخن نہ تراشے، قربانی کے بعد تراشے۔

مسئلہ (۱۹) کسی کے ایصال ثواب کے لئے اپنی خوشی سے قربانی کرنا چاہے تو یہ بھی درست ہے اور اس کے گوشت کا وہی حکم ہے جو اپنی قربانی کے گوشت کا ہے۔ البتہ اگر کسی کی وصیت کی وجہ سے اس کے مال سے قربانی کی تو پورے گوشت کا صدقہ کر دینا واجب ہے۔

مسئلہ (۲۰) قربانی کی کھال خود استعمال کرے یا خیرات کر دے۔ دونوں جائز ہے۔ لیکن اگر فروخت کر دیا تو پھر قیمت کا استعمال اپنے لئے جائز نہیں خیرات ہی کرے۔

مسئلہ (۲۱) قربانی کی کھال، گوشت وغیرہ میں سے کوئی چیز قصائی وغیرہ کو بطور اجرت دینا جائز نہیں۔

مسئلہ (۲۲) قربانی کی کھال یا اس کی قیمت، مساجد، مدارس، دواخانے

وغیرہ کی تعمیر و مرمت کے لئے دینا جائز نہیں۔ اسی طرح کسی اور نیک کام میں خرچ کرنا بھی جائز نہیں۔ صرف خیرات (صدقہ) ہی کرے۔

مسئلہ (۲۳) حلال جانوروں کے درج ذیل سات اعضاء کھانا حرام ہے۔ بہتا خون۔ نر و مادہ کا عضو تناسل، خصیے، غدود، پیشاب کی تھیلی، پتا، حرام مغز (ریڑھ کی ہڈی کے درمیان کا مغز)۔

مسئلہ (۲۴) قربانی کے جانور کا دودھ نکالنا یا اس کے بال کاٹنا جائز نہیں۔ اگر کسی نے ایسا کر لیا تو دودھ اور بال یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۲۵) قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کرے اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے اور ذبح کے بعد کھال اتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کرے، جب تک پوری طرح جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے۔

چند دیگر مسائل

مسئلہ (۲۶) ماہ ذی الحجہ کے دس دن، بڑی ہی فضیلت کے ہیں اس لئے اگر پہلی سے ۹/ تاریخ تک کوئی روزہ رکھ لے تو بڑی بہتر بات ہے اور یوم العرفہ یعنی ۹/ذی الحجہ کا روزہ مستحب ہے اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے

مسئلہ (۲۷) ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی فجر سے ۱۳/ ویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔ عورتیں آہستہ آواز سے تکبیر پڑھیں۔ تکبیر تشریق یہ ہے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لآ الٰہ الاّ اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد

مسئلہ (۲۸) عید کی رات کو جاگ کر عبادت کرنا بھی بہتر ہے ۔ حدیث میں ہے کہ اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن سب کے دل مرجائیں گے

مسئلہ (۲۹) عید کے دن دو رکعت نماز بطور شکرانہ چھ زائد تکبیرات کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ (۳۰) مستحب ہے کہ عید کی نماز کے لئے جاتے اور آتے وقت کچھ آواز سے تکبیر تشریق پڑھتا رہے۔

مسئلہ (۳۱) عید کی نماز کے لئے ایک راستے سے جائے اور دوسرے راستے سے لوٹے۔

مسئلہ (۳۲) عید کے دن، صبح جلدی اٹھنا، موجود کپڑوں میں سے بہتر کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا، عید گاہ جلد پہنچنا اور پیدل جانا مسنون ہے۔

مسئلہ (۳۳) اگر قربانی کر رہا ہے تو مستحب ہے کہ قربانی کے گوشت سے اس دن کھانے کی ابتداء کرے۔

ترکیب نماز عید

اول زبان یا دل سے نیت کیجئے کہ دو رکعت نماز عید واجب مع چھ زائد تکبیروں کے پڑھتا ہوں پیچھے اس امام کے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیجئے۔ پھر سبحانک اللھم پڑھے پھر دوسری اور تیسری تکبیر میں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دیجئے اور چوتھی میں باندھ لیجئے اسکے بعد جس طرح ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں، پڑھیئے۔ دوسری رکعت میں سورت کے بعد جب امام تکبیر کہے آپ بھی تکبیر کہہ کر پہلی دوسری اور تیسری دفعہ میں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دیجئے اور چوتھی تکبیر کہہ کر بلا ہاتھ اٹھائے رکوع میں چلے جائیے باقی نماز حسب دستور تمام کرلیجئے۔ خطبہ سننا واجب ہے اسلئے اہتمام سے سن کر واپس جائیے۔ معانقہ (گلے ملنا) عیدین کی سنتوں میں سے نہیں ہے۔

طریقہ و دعائے قربانی

پہلے جانور کو قبلہ رخ لٹائے۔ پھر یہ دعا پڑھے

إِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ أَنَا
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ۔

اسکے بعد بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہہ کر ذبح کیجیے۔

اور ذبح کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِيْلِكَ
إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ط

نوٹ: اگر دوسروں کی طرف سے قربانی کی جائے تو مِنّی کے بجائے مِن کے بعد صاحب قربانی کا نام لیجئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور عقیقہ میں ذبح کیا کریں۔

ابن ماجہ: ۲/۱۰۵۶

عقیقہ

قربانی کے احکام کے بعد خیال ہوا کہ عقیقہ سے متعلق مختصر احکام بھی اس رسالہ میں شامل کردئے جاویں کیونکہ اسکے بیشتر احکام مثل قربانی کے ہیں۔

تعریف:۔

"عقیقہ، لغت میں "مقطوع" کو یا "کٹے ہوئے بالوں" کو کہتے ہیں۔ اور شرع میں "نومولود کی طرف سے ساتویں دن ذبح کئے گئے جانور" کو عقیقہ کہتے ہیں۔ [۱]

حکم:۔

عقیقہ کرنا علماء کے نزدیک "سنت" یا مستحب ہے بشرط قدرت وگنجائش۔ [۲]

ثبوت:۔

وہ احادیث ہیں جن سے اسکی ترغیب واضح ہوتی ہے۔ مثلاً

(۱) "(نومولود) بچہ کے ساتھ اس کا عقیقہ ہے۔ پس اس کے لئے خون بہاؤ (بکری ذبح کرو) اور اس سے اذیت وتکلیف کو دور کرو"۔ [۳]

★ اذیت دور کرنے سے علماء نے بال کٹوا دینا مراد لیا ہے۔ جیسا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ابن ماجہ میں مروی ہے۔

۱؎ معجم لغۃ الفقہاء: ۳۱۹ ۲؎ فتاوی رحیمیہ: ۲/۹۱ ۳؎ بخاری: ۷/۱۰۹

(۲) "ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ مرہون ہے۔ ساتویں دن اسکی جانب سے جانور ذبح کیا جائے۔ اس کا نام رکھا جائے اور سر منڈوادیا جائے۔" [2]

☆ مرہون ہونے کی تشریح میں علماء فرماتے ہیں کہ بچہ کو والدین کے حق میں سفارش سے اس وقت تک روکے رکھا جاتا ہے جب تک کہ وہ عقیقہ نہ کریں۔ بشرطیکہ اسکی استطاعت رکھتے ہوں۔

(۳) "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور عقیقہ میں ذبح کیا کریں"۔ [3]

(۴) "حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک بکرے کا عقیقہ فرمایا"۔ [4]

★ دوسری روایات میں دو دو بکرے ذبح کرنا بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ نسائی وغیرہ میں ہے۔

واجب نہ ہونے کی دلیل:۔

★ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی صریح حکم نہیں دیا جیسا کہ واجبات کیلئے آپ نے تصریحات فرمائی ہیں۔

★ ایک موقع پر آپ نے صاف اختیار دیتے ہوئے فرمایا۔

"جس شخص کے ہاں بچہ پیدا ہو اور وہ اسکی طرف سے قربانی دینا چاہے تو دیدے"۔ [5] یہ اختیار واجب نہ ہونے پر واضح دلیل ہے۔ کیونکہ واجبات

[2] ابوداؤد: ۲/۱۰۶ [3] ابن ماجہ: ۲/۱۰۵۶ [4] ابوداؤد: ۲/۱۰۵ ۔ صحیح ابن خزیمہ [5] بیہقی

میں کرنے نہ کرنے کا اختیار نہیں دیا جاتا۔

پس منظر:۔

جس طرح اسلام نے بہت سے احکام نئے جاری کئے ہیں اسی طرح بعض پہلے سے جاری اعمال کو اگر اسمیں حرج نہیں محسوس کیا تو ضروری اصلاح کے بعد برقرار رکھا ہے۔ عقیقہ میں بھی ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ حضرت ابوبریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "ہم لوگ جاہلیت کے زمانہ میں اگر اولاد پیدا ہوتی تو ایک بکری ذبح کر کے اس کا خون اسکے سر میں مل دیا کرتے تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی نعمت عطا فرمائی تو ہم (حسب ہدایت نبیؐ) بکری ذبح کر کے (کھا کھلادیتے)۔ بچہ کا سر مونڈ کر خون کے بجائے زعفران اس کے سر پر مل دیتے تھے۔" [7]

وقت مسنون:۔

عقیقہ کا مسنون وقت ساتواں دن ہے۔ جیسا کہ مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا۔ لیکن یہ حکم بھی مستحب ہے، ضروری نہیں۔ اسی طرح ساتویں دن کے بعد بھی کیا جاسکتا ہے۔ پہلے بھی۔ البتہ بعد میں کر رہے ہوں تو ساتویں کی رعایت بہتر ہے۔ یعنی چودھویں یا اکیسویں دن۔ [8]

فوائد ومنافع:۔

*عقیقہ کے ذریعہ نومولود کے اعضاء کا فدیہ ہوجاتا ہے۔ اور اسکی صحت وسلامتی یقینی ہوجاتی ہے۔

[7] ابوداؤد: ۲/۱۰۷ [8] تفصیل کیلئے اہل علم شروحات حدیث ملاحظہ فرمادیں۔

★عقیقہ کے ذریعہ نومولود کے لئے اللہ تعالی سے تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔
★عقیقہ کے ذریعہ نومولود کو والدین کی شفاعت کیلئے آزاد کرایا جاتا ہے۔
★عقیقہ کے ذریعہ نعمتِ اولاد اور امتِ نبی کی کثرت پر اظہار سرور کیا جاتا ہے۔
★عقیقہ کے ذریعہ احباب و اعزہ اور فقراء و مساکین کی خدمت کا موقع ملتا ہے۔ جو ازدیاد محبت و ادائے حقوق کا سبب ہوتا ہے۔......... وغیرہ۔

متعلقہ مسائل:۔

عقیقہ کے جانور کی قسم، عمر، صفات، گوشت کے استعمال کے سلسلہ میں تمام احکام وہی ہیں جو قربانی کے جانوروں سے متعلق گذشتہ صفحات میں گذر چکے ہیں۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسکے علاوہ بعض مسائل درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ:۔ عقیقہ اور حلق کا اس قدر ایک ساتھ ہونا کہ ادھر قصائی بکرے پر چھری رکھے اور ادھر نائی سر پر استرہ رکھے یہ ضروری نہیں۔ نہ اسکی کوئی اصل ہے محض جہالت کی دین ہے۔ "ہاں ساتویں دن حلق بھی ہو اور عقیقہ بھی یہ مستحب ہے"۔[۱۰] لیکن مصالح کے مدنظر تقدیم و تاخیر میں بھی کوئی حرج نہیں۔ بعض دفعہ مالی گنجائش نہیں ہوتی تو عقیقہ بعد میں کردے بال ساتویں دن نکلوادے۔ بعض دفعہ بچہ بہت کمزور ہوتا ہے یا موسم سخت سرد ہوتا ہے تو عقیقہ ساتویں دن کردے بال حسب سہولت نکلوادے۔ بہر حال اس میں کوئی تنگی نہیں ہے۔ بلکہ مذکورہ رسم تو قابل اصلاح ہے۔

مسئلہ:۔ سر کے بال منڈوا کر مستحب یہ ہیکہ اسکے وزن کے برابر چاندی یا اسکی قیمت خیرات کردے۔[۱۱]

مسئلہ:۔ عقیقہ میں جانور نر ہو یا مادہ، اسکی کوئی اہمیت نہیں، دونوں جائز ہیں۔[۱۲]

مسئلہ:۔ عقیقہ کے ذریعہ احباب و اعزہ کی دعوت کرنا چاہے، تو یہ بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ مروجہ مفسدات و منکرات سے احتیاط کرے۔ ورنہ ایک مستحب کے لئے بیسیوں منکرات کا ارتکاب کوئی عقلمندی نہیں ہے۔ بس گوشت پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو بھیج دے۔ تاکہ محبت بڑھے۔

مسئلہ:۔ بہتر ہیکہ جانور ذبح کرتے وقت اسے جس کے لئے ذبح کیا جارہا ہے اسی کے نام سے موسوم کرے۔ مثلاً بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَةُ.........

طریقہ و دعا:۔

جس طرح قربانی کا جانور ذبح کرتے ہیں اسی طرح ذبح کرے البتہ دعا مندرجہ ذیل پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَةُ (اس جگہ بچہ کا نام لیجئے) دَمُھَا بِدَمِہٖ وَعَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ وَشَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا فِدَآءً لَّہٗ. اَللّٰھُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ (پڑھ کر ذبح کردے۔)[۱۳]

[۱۰] ترمذی ۱/۱۸۳ [۱۱] ایضاً [۱۲] ابوداؤد ۲/۳۹ [۱۳] فتاوی رحیمیہ ۲/۹۳

دعوتِ فکر

آج کل عقیقوں کے سلسلہ میں بڑی بے اعتدالیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور بہت سی رسومات اس عمل میں شامل ہو گئی ہیں۔ دعوت عقیقہ اگرچہ جائز ہے لیکن اس کا اس قدر اہتمام کہ اسراف و تبذیر تک نوبت پہونچ جائے سخت مذموم ہے۔ اسی طرح ولیموں کو پر تکلف بنانے کے لئے عقیقوں کو شامل کرنے کا جو رواج چل پڑا ہے وہ بھی قابل اصلاح ہے۔ کیونکہ اس میں نام و نمود کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ پھر فوٹو گرافی، ویڈیو گرافی، بے پردہ خواتین کا اجتماع، نمازوں کا ضیاع اور رات دیر تک محافل رنگ و روپ، ارکسٹرا اور دیگر منکرات نے اس "عمل مستحب" کا حلیہ بگاڑ کر یہود و نصاریٰ کی بیہودہ تقریبات کا رنگ دے دیا ہے۔ اسلئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ عقل خداداد اور نعمت دین کو استعمال کرتے ہوئے ان امور کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ کریں۔ امید کہ ان گذارشات پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے اصلاح معاشرہ کی جدوجہد میں عملی اقدام فرمائیں گے۔